ستمبر
2025

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان
ماہ نامہ
مبارک پور

اشرفیہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب نطقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل ہو، تو جان لو کہ یہاں الفاظ نہیں بولتے، یہاں وحی کی روشنی بولتی ہے، یہاں رب کی مرضی بیان ہوتی ہے۔ یہ زبان وہ ہے جس پر جبرئیل امین ناز فرماتے ہیں، جس پر ربِ کریم کا کلام اترتا ہے، در حقیقت ان کی زبان نبوت کی چادر میں لپٹی ہوئی صداقت ہے۔ جب وہ بولتے ہیں، تو وہ کلام صرف دلوں کو ہی نہیں گرماتا بلکہ روحوں کو جلا بخشتا ہے، ذہنوں کو روشنی دیتا ہے اور معاشروں کو عدل وانصاف عطا کرتا ہے۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان تو وہ زبان ہے جس نے وحی کے موتی بکھیرے، امت کو ایمان کے الفاظ سکھائے، کفر کی تاریکی میں ہدایت کے چراغ روشن کیے، شریعت کی راہیں متعیّن کیں، انسانیت کو آسمانی لغت عطا فرمائی۔ یقین جانو صرف قرآن نہیں بلکہ حدیثیں بھی اسی سرچشمۂ وحی کا تسلسل ہیں۔ آپ کی ہر حدیث، ہر قول، ہر ارشاد "ھوٰی" (خواہش) سے پاک، اور رب کی وحی سے معمور ہے۔

مُبارک حسین مِصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبدالعزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ

اشرفیہ

مبارک پور

زیر سرپرستی

عزیز ملت حضرت علامہ شاہ

عبدالحفیظ عزیزی

سربراہِ اعلیٰ

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

THE ASHRAFIA MONTHLY Mubarakpur. Azamgarh (U.P.) India. 276404

جلد نمبر 50 شمارہ 9 | ستمبر 2025ء | ربیع الاول 1447ھ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ : مبارک حسین مصباحی

منیجر : محمد محبوب عزیزی

تزئین کار : مہتاب پیامی

مجلس مشاورت

مولانا محمد احمد مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی

مولانا محمد ادریس بستوی

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴

+91 9935162520 (Manager)

زرِ تعاون

قیمت عام شمارہ: 30 روپے

سالانہ (بذریعہ سادہ ڈاک) 300 روپے

سالانہ (بذریعہ رجسٹری) 600 روپے

سری لنکا، بنگلا دیش، پاکستان، سالانہ

750 روپے

دیگر بیرونی ممالک

25$ امریکی ڈالر　20£ پونڈ

BHIM

BHIM UPI Payments Accepted at

ASHRAFIA MONTHLY

ASHRAFIA MONTHLY

A/c No. 3672174629

Central Bank Of India

Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532

اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.aljamiatulashrafia.org

Email : ashrafiamonthly@gmail.com

mubarakmisbahi@gmail.com

info@aljamiatulashrafia.org

مولانا محمد ادریس بستوی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

مشمولات

[redacted]		مدح محبوب کا دیوان ہے قرآن مجید	مہتاب پیامی	5
	تفہیم قرآن	مونث سماعی (2)	مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری	12
	آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں....	مفتی محمد نظام الدین رضوی	14
	شواہد و نتائج	لفظ حسن صحیح یا حسِ صحیح	سید حدیر الحسن شاہ	16
	فکر امروز	مدارس کا خاموش المیہ	محمد اشفاق عالم امجدی	19
	شعاعیں	حضور اکرم ﷺ بحیثیت معلم	محمد آصف اقبال مدنی	21
		صلح کرانے کی فضیلت و اہمیت	محمد کامران رضا گجراتی	26
	انوار حیات	علامہ ارشد القادری اور تحفظِ عقائد	مولانا محمد عبد المبین نعمانی	29
	یاد ماضی	اسلامی تاریخ کی اہمیت و افادیت	عبد المنان محمد شفیق	32
	حفظان صحت	کیا آپ بھی بالوں کے گرنے سے پریشان ہیں	ڈاکٹر امِ فرح	34
	چراغ خانہ	عالمات ہوش میں آجائیں	ذکریٰ امجدی واسطی	35
	فکر و نظر	مدارس کی تعلیم اور جدید تقاضے	مفتی ڈاکٹر محمد سبطین رضا مرتضوی	36
			ڈاکٹر جہانگیر حسن مصباحی	41
	گوشۂ ادب	فانی گورکھپوری کی شعری کائنات (2)	ڈاکٹر صابر رضا رہبر مصباحی	45
	نقد و نظر	سلسبیل-عشق و عقیدت کا چھلکتا جام	تبصرہ نگار: مہتاب پیامی	48
	سفر آخرت	تعزیتی کلمات	مولانا محمد عارف رضا نعمانی	52
		مولانا الحاج ممتاز احمد مصباحی کا وصال	رئیس احمد عزیزی مصباحی	52
	صدائے بازگشت	مفتی ڈاکٹر محمد سبطین رضا مرتضوی/محمد شارق رضا		54
	عالمی خبریں	غزہ میں اسرائیل کا انسانی کیمپ منصوبہ		55
	خیر و خبر	علما کی قیادت میں انصاف کی شان دار فتح		57
	خیابانِ حرم	نعتیں...............محمد مدثر حسین اشرفی پورنوی/سید محمد نور الحسن نور نوابی		58

مستقبل کی بنیادیں مضبوط کرنے کا ہے۔ اگر ہم آج یہ جرأت مندانہ قدم اٹھاتے ہیں اور مدارس کے نظام تعلیم میں یہ مطلوبہ اصلاحات لاتے ہیں تو یقیناً ہمارے مدارس مستقبل میں بھی دین اور دنیا دونوں کے قلعے بنے رہیں گے اور ان سے ایسے افراد تیار ہوں گے جو امت کی فکری، روحانی اور عملی رہنمائی کا فریضہ احسن طریقے سے انجام دے سکیں گے۔ بصورت دیگر اگر ہم نے وقت کے بدلتے تقاضوں کو نظر انداز کیا اور خود کو نہ بدلا تو خدشہ ہے کہ مدارس کی علمی و روحانی روشنی کم پڑ جائے گی اور وہ آج کے جدید دور میں اپنی اہمیت اور افادیت کھودیں گے۔ ہمیں بحیثیت قوم اس چیلنج کو قبول کرنا ہوگا اور ایک روشن، متوازن، اور ترقی یافتہ مستقبل کی بنیاد رکھنی ہوگی۔ ■■■

طلبہ کی کونسلنگ اور اُن کی ذہنی وفکری تربیت ہونی چاہیے

از: ڈاکٹر جہاں گیر حسن مصباحی

مدارس اسلامیہ؛ صدیوں سے اسلامی تعلیم، دینی شعور، اخلاقی تربیت اور رُوحانی نشو و نما کے مراکز رہے ہیں۔ برصغیر ہند وپاک میں خصوصاً مدارس نے نہ صرف دین کی حفاظت کی، بلکہ مسلمانوں کی ملی و مذہبی شناخت کو باقی رکھنے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ تاہم، وقت کے ساتھ دنیا میں تیزی سے سائنسی، تکنیکی اور فکری تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں جنھوں نے تعلیم کے ہر شعبے کو متاثر کیا ہے۔ چناں چہ ان حالات میں مدارس کا نظام تعلیم بھی اصلاحات کا متقاضی ہے، تاکہ یہ ادارے اپنے اصل مقاصد کو برقرار رکھتے ہوئے دورِ حاضر کے تقاضوں کو پورا کر سکیں۔

ہمیں یہ ازبر رہنا چاہیے کہ ہمارے اسلاف علما و صلحا محض دینی و مذہبی پس منظر نہیں رکھتے، بلکہ وہ جدید علوم وفنون، مثلاً سیاسیات و معاشیات، طبابت و جراحت، صنعت و حرفت، سائنس وٹیکنالوجی وغیرہ کے لحاظ سے بھی اپنا ایک نمایاں اور مثالی پس منظر رکھتے ہیں۔ یہاں ہم ایک بات یہ بھی واضح کرتے چلیں کہ ہمارے اسلاف نے دین و دنیا دونوں میں کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔ مثال کے طور پر علامہ فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ جامع معقولات و منقولات تسلیم کیے جاتے تھے۔ انھیں انگریزی حکومت میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہونے کا موقع ملا، تو کیا علامہ فضل حق خیر آبادی کی یہ فائزیت، محض دینی علوم وفنون میں مہارت کی بنیاد پر تھی یا پھر عصری علوم وفنون میں بھی مہارت کی بنیاد پر؟ علاوہ ازیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے سلسلے میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ آپ دینی و دُنیوی علوم وفنون کے ماہر و جامع تھے، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُنھوں نے یہ علوم وفنون کہاں سے حاصل کیے؟ کیا وہ آکسفورڈ جیسے عصری اداروں سے مستفید ہوئے؟ جہاں تک ہمیں علم ہے، تو ایسی کوئی بات نہیں، بلکہ اُنھوں نے جو بھی دینی و دُنیوی علوم وفنون حاصل کیے وہ صرف مدارس کی دَین ہے اور اُن اسلاف علما و فضلا کی مرہون منت ہے جنھوں نے دینیات و عصریات پر مبنی معقول نظام و نصاب تعلیم کے ذریعے اُن کی تعلیم و تربیت فرمائی۔ اُسی طرح صدرالشریعہ علامہ حکیم امجد علی رحمہ اللہ سے متعلق ہمیں یہ پڑھنے اور سننے کو ملتا ہے کہ اُنھوں نے علی گڑھ کے دینیات کے نصاب میں ایک مثالی کردار ادا کیا، جسے عصری تناظر میں پیش کر کے بین الاقوامی سطح پر مفید بنایا گیا، تو کیا اُن کی یہ علمی و فکری خدمات محض کتابوں اور بیانوں کی زینت بننے تک ہی محدود رہنا چاہیے؟ کیا مدارس نے اسلاف علما و فضلا کے ہمہ جہت دینی و دُنیوی تعلیمی نظریات و افکار کو اَپنے یہاں رائج کرنے پر کبھی غور و فکر کیا ہے؟

یہ تمام باتیں جہاں ایک طرف گزشتہ عہد کے مدارس کے نظام و نصاب تعلیم و تربیت کی دینی و عصری جامعیت پر رُوشن

+91-9910865854, +91-9794364306, mjhasan2009@gmail.com

دلیلیں ہیں، تو وہیں دوسری طرف موجودہ عہد کے مدارس کے لیے لمحۂ فکریہ بھی ہے۔

موجودہ صورتِ حال: باوجودے کہ ماضی میں ہمارے مدارس دین و دُنیا دونوں اعتبار سے کافی موئژ ثابت ہوئے، لیکن عصرِ حاضر کے مدارس کا بڑا بُرا حال ہے کہ اُن میں آج بھی وہی پُرانا نصاب و نظام رائج ہے جو کئی صدیوں قبل کے حالات و ضروریات کے مطابق مرتب کیا گیا تھا۔ جب کہ آج دنیا میں ایک سے بڑھ کر ایک علم و فن کی دریافت کی جا چکی ہے، نت نئے علوم و فنون کا اضافہ ہو رہا ہے۔ بلاشبہ دینی تعلیم، قرآن، حدیث، فقہ، عربی زبان اور عقائد کی تعلیم نہایت اہم اور بنیادی ہے، لیکن دورِ حاضر میں دیگر علوم جیسے سائنس، ٹیکنالوجی، جدید زبانیں اور سوشل سائنس سے بے خبری ہمارے نوجوانوں کو عملی دنیا میں پیچھے ڈھکیل رہی ہے اور نہ صرف اُن کی قائدانہ صلاحیتوں سوالیہ نشان قائم کر رہی ہے بلکہ اُن کی صلاحیتوں سے مستفید ہونے سے عوام و خواص کو محروم بھی کر رہی ہے۔

جدید تقاضے: آج کا دور عالمگیریت، انفارمیشن ٹیکنالوجی اور جدید طرز پر تنقید و تجزیہ کا ہے۔ موجودہ عہد میں جدید تقاضے کی باتیں کریں، تو درج چیزوں کی طرف ذہن از خود مبذول ہو جاتا ہے، مثلاً:

عصری علوم کی ناگزیریت: اسلامیات و اخلاقیات کے ساتھ سائنس، ٹیکنالوجی، ڈاکٹری، انجینئرنگ، ریاضی، کمپیوٹر، معاشیات اور جدید زبانیں (بالخصوص انٹرنیشنل زبانیں) وہ بنیادی علوم ہیں جو کسی بھی طالبِ علم کو ملک و معاشرے کا مفید شہری بنانے کے لیے لازم ہیں۔

تربیتِ افکار و اظہار: آج کے دور میں طوطا کی طرح صرف رٹنے رٹانے پر انحصار ناکافی ہے۔ طلبا کو تنقیدی و تحقیقی صلاحیت، قوتِ تجزیہ اور موئژ اندازِ گفتگو سے مزین و مرصع کرنا زیادہ سود مند ہے۔ اِس کے لیے وقتاً فوقتاً طلبا کی کونسلنگ اور ورک شاپ کی شکل میں اُن کی ذہنی و فکری تربیت ہونی چاہیے، تاکہ وہ پختہ افکار اور عمدہ پیرایۂ اظہار کے حامل بن سکیں۔

تکنیکی مہارت: کمپیوٹر کی تعلیم اور ڈیجیٹل لٹریسی مدارس کے طلبا کے لیے وقت کی اہم ضرورت بن چکی ہے، اِس لیے اِن چیزوں پر توجہ دینا مدارس کے لیے کافی مفید ثابت ہو سکتا ہے، لہٰذا اِن علوم سے طلبا کو ہم آہنگ کرنا بے حد اہم ہے۔

مابین المذاہب مکالمہ اور تحمل: عالمی سطح پر مختلف مذاہب کے درمیان گفتگو اور افہام و تفہیم کی ضرورت ہے۔ مدارس کو چاہیے کہ اپنے طلبا کو تحمل و برداشت، کلامی آہنگی اور اِعتدال کی تعلیم دیں، تاکہ وہ مخالفین تک بھی اپنے صالح خیالات و افکار آسانی سے پہنچا سکیں۔ بسا اوقات یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ طلبا کی اچھی سے اچھی باتیں بھی بے ہنگم اندازِ گفتگو، بے اِعتدالی اور عدمِ تحمل کے باعث اکارت ہو جاتی ہیں اور یوں تمام تر صلاحیتوں اور کوششوں کے باوجود ناکامی ہاتھ لگتی ہے۔

چند اصلاحی تجاویز:

موجودہ عہد کے پیشِ نظر اصلاحی تجاویز تو کارے دارد، لیکن اجمالی طور پر چند تجاویز پیش ہیں، مثلاً:

1۔ مدارس کو اجتماعی طور پر ایک متحدہ نصاب و نظامِ تعلیم کی تشکیل کی طرف پیش قدمی کرنی چاہیے، جو دِینی علوم و فنون کے ساتھ عصری تقاضوں کو بھی پورا کر سکے۔

2۔ مدارس کا نصاب جدید تعلیمی پالیسی کے عین مطابق رکھنا چاہیے، جو حسبِ ذیل ہے:

▪ پہلا مرحلہ نرسری تا کلاس دوم، یہ پانچ سالہ مدت کار پر مشتمل ہے۔ اِس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

اوّل: نرسری تا کلاس دوم کی عصری تعلیم اور اِس سطح کی دینیات و اخلاقیات کا انتظام مساجد و مکاتب میں ایک ساتھ ہو۔

دوم: بچے عصری تعلیم کسی اِسکول میں حاصل کریں اور دِینیات و اخلاقیات کی تعلیم مساجد و کاتب سے حاصل کریں۔

◘ دوسرا مرحلہ کلاس سوم تا پنجم (ابتدائیہ/پرائمری)، یہ تین سالہ مدت کار پر مشتمل ہے۔اِس کو مدارس کے اندر نافذ کیا جاسکتا ہے۔اِس کے تحت دینیات واخلاقیات اور اُردو کے ساتھ کھیل کود بھی شامل کرسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں علاقائی زبان اور انگلش ہندی پر توجہ دی جاسکتی ہے۔

◘ تیسرا مرحلہ کلاس ششم تا ہشتم (وسطانیہ/مڈل)، یہ بھی تین سالہ مدت کار پر مشتمل ہے۔یہ مدارس کے لیے انتہائی مناسب و موزوں ہے۔اِس مرحلے میں ممکنہ اسلامی تعلیمات شامل کرنے کے علاوہ اُردو-انگلش زبان اور عصری مضامین شامل کرنا چاہیے، تاکہ رائٹ ٹو ایجوکیشن ایکٹ ۲۰۰۹ء کا کوئی مسئلہ کھڑا نہ ہوسکے۔واضح رہے کہ جدید تعلیمی پالیسی کے تحت ۱۴/ سال کی عمر کے تمام بچوں کی تعلیم وتربیت حکومتی پالیسی کے مطابق بہرحال لازم ہے اوراِس میں کسی چوں چرا کی گنجائش نہیں۔

مدارس کی تعلیم میں حفظ قرآن بھی اہم مسئلہ ہے، تو ششم تا ہشتم ہی حفظ کا انتظام رکھیں اور اُس کے ساتھ ساتھ انگریزی، ہندی، حساب، سائنس وغیرہ کی تعلیم دیتے رہیں۔پھر تکمیل حفظ پر ایک سالہ خصوصی عصری نصاب پڑھاکر حفاظ کو آٹھویں (وسطانیہ/مڈل) پاس کرائیں، تاکہ جو حفاظ مزید تعلیم کے خواہش مند ہوں تو انھیں کسی رخنہ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

◘ چوتھا مرحلہ درجہ نہم (فوقانیہ، مولوی/میٹرک) تا دوازدہم (عالمیت/انٹر)، یہ مرحلہ چار سالہ مدت کار پر مشتمل ہے اور یہ پالیسی مدارس کے لیے بہت ہی صبر آزما اور امتحان و آزمائش والا ہے۔لیکن خوش آئند بات یہ ہے کہ یہ مرحلہ رائٹ ٹو ایجوکیشن ایکٹ سے آزاد ہے، اِس لیے اِس مرحلے میں مدارس ایسے مضامین کا انتخاب واضافہ کرسکتے ہیں جو بچے کو عالمیت کے ساتھ مین اسٹریم انٹر کی تعلیم سے مربوط کرسکے۔

علاوہ ازیں اپنی سہولت کے پیش نظر مدارس، آٹھویں اور دسویں کے بعد دُو/چار سالہ عالمیت کا نصاب بھی خود بنا سکتے ہیں، جس میں حسب امکان عصری مضامین کی شمولیت ہو۔لیکن چوں کہ ابھی تک ملک میں جدید تعلیمی نظام نافذ نہیں ہوا ہے اور ابھی تک قدیم نظام تعلیم ہی رائج ہے، تو فی الحال درج ذیل صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں:

1۔ جب تک نصاب متعیّن ومرتب نہ ہو، مدارس اپنے طلبا کے لیے مڈل، میٹرک اور انٹر کے امتحانات کو یقینی بنائیں۔ تاکہ آگے چل کر طلبا کسی نوع کی پریشانی میں نہ پڑسکیں۔یعنی درجہ ہشتم (ثانیہ) کے طلبا کو مڈل، درجہ نہم ودہم (ثالثہ- رابعہ) کے طلبا کو میٹرک اور درجہ یازدہم ودوازدہم (خامسہ-سادسہ) کے طلبا کو اِنٹر پاس کرنا لازم کردیں اور اِسکولنگ پاس کرنے کے بعد ہی ترقی دیں۔ طلبا کے لیے اُوپن اِسکولنگ بہترین متبادل ثابت ہوسکتا ہے۔اِس کے علاوہ بھی دیگر حکومتی اداروں سے مدد لی جاسکتی ہے۔

2۔ انٹر (خامسہ سادسہ/عالمیت) سے ملکی نظام تعلیم تین (آرٹ، کامرس، سائنس) خانوں میں منقسم ہوجاتا ہے، تو اِس کو بنیاد بناتے ہوئے مدارس، اسلامیات کے نام سے ایک چوتھے شعبے کا اضافہ کرسکتے ہیں۔لہٰذا مدارس کو عالمیت کے لیے اپنا ایک مخصوص کورس ڈیزائن کرنا چاہیے، جس میں تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، کلام، صرف ونحو اور منطق و فلسفہ کے ساتھ اُن عصری مضامین کی شمولیت بالخصوص ہو، جن کی بدولت اِنٹر پاس کرنے میں کسی نوع کی کوئی دشواری پیدا نہ ہو۔ غرض یہ کہ عالمیت کے کورس کو انٹر کے مساوی رکھنا چاہیے۔

علاوہ ازیں یہ صورت بھی نکالی جاسکتی ہے کہ جو طلبا ذوق وشوق رکھتے ہوں، تو انھیں عالمیت کے ساتھ اِنٹر (آرٹ، کامرس، سائنس) کرنے کی ترغیب دی جاسکتی ہے، کیوں کہ جب علما اِس میدان میں جائیں گے تو علمی انقلاب کے ساتھ دعوت وتبلیغ کی راہیں بھی ہموار ہوں گی۔

چوں کہ انٹر تک پہنچتے پہنچتے طلبا اِسلامیات وعصریات کی بنیادی تعلیمات سے خاطر خواہ بہرہ مند ہوسکتے ہیں، اِس لیے انھیں یہ سہولت بھی فراہم کیا جانا چاہیے کہ وہ اپنی مرضی کے

مطابق تعلیمی میدان کو اِختیار کریں۔ یعنی عالمیت/انٹر پاس افراد کو یہ اختیار ہونا چاہیے کہ یا تو وہ فضیلت کی طرف قدم بڑھائیں یا پھر اپنے ذوق وشوق کے مطابق کالجز کی طرف، اور ڈاکٹری، انجینئرنگ، اکنامس، بینکنگ وغیرہ کی دنیا میں اپنا مقام حاصل کریں۔

بی اے (سابعہ ثامنہ/فضیلت) کی سطح پر تعلیمی نظام کی دو نوعتیں ہوجاتی ہیں: موجودہ تعلیمی پالیسی کے مطابق تین سال کی مدت اور جدید پالیسی ۲۰۲۰ء کے تحت چار سال کی مدت، لہٰذا جدید پالیسی جب نافذ ہوجائے تو اُس کے سال آخر میں اُصول تحقیق وتنقید کے مضامین کی شمولیت زیادہ مفید ثابت ہوسکتی ہے۔

اس سلسلے میں قانونی چارہ جوئی کے بعد اگر یونیورسٹیوں سے فضیلت کے الحاق کی صورت نکلتی ہے اور فضیلت کو اگر ڈگری کا درجہ حاصل ہوجاتا ہے تو مدارس کا تعلیمی نظام بڑی آسانی سے مین اسٹریم ملکی تعلیمی نظام کا حصہ بن جائے گا اور یہ انقلابی قدم ہوگا۔

اِس کے علاوہ حسب ذیل چند باتوں کو ملحوظ رکھنا بھی مدارس کے حق میں بے حد مفید ثابت ہوسکتا ہے، مثلا:

1۔ اساتذہ کی تربیت: جدید تدریسی طریقوں اور ٹیکنالوجی کے اِستعمال اور طلبا کی ذہنی نشوونما کے پیش نظر اَساتذہ کو بطورِ خاص ٹریننگ دی جانی چاہیے اور اُنھیں جدید اُصول تدریس وتربیت سے واقف کرانا چاہیے۔ جیسا کہ عصری اداروں میں جب تک بی ایڈ نہیں کرلیا جاتا اُس وقت تک بحیثیت اُستاذ کسی کی بحالی نہیں ہوتی۔ چناں چہ بی ایڈ کے طرز پر ہی بڑے مدارس اپنے یہاں اساتذہ کی یک سالہ ٹریننگ کا انتظام کریں اور ٹریننگ میں کامیابی کے بعد ایک سند جاری کریں اور اُسی بنیاد پر تمام مدارس میں اساتذہ رکھے جائیں، تو بہت حد تک تعلیمی نظام میں اصلاح ہوسکتی ہے اور طلبا دین ودنیا دونوں راہوں پر فخریہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

امتحانی نظام میں تبدیلی: رٹّا سسٹم اور محض نصاب کی تکمیل کے بجائے ایک ایسا امتحانی نظام رائج کیا جائے، جس سے اِفہام وتفہیم، تجزیہ اور تخلیقی صلاحیتیں نکھرسکیں۔ آخر کیا وجہ تھی کہ ماقبل کے زمانے میں نصاب کی تکمیل کے بغیر طالب علم اِس قابل ہوجاتا تھا کہ بہتر اِفہام وتفہیم کرلیتا تھا، نیز اُس کے اندر تجزیہ کرنے کی عمدہ صلاحیت پیدا ہوجاتی تھی اور تخلیقی صلاحیت بھی پختہ رہتی تھی!

جدید سہولیات کی فراہمی: مدارس میں کمپیوٹر لیب، لائبریری اور جدید تدریسی وسائل مہیا کیے جائیں، تاکہ طلبا جدید دنیا سے ہم آہنگ ہوسکیں۔ بلکہ کم سے کم ایک پرچے کا امتحان کمپیوٹر کے ذریعے (CBT Mode) لیا جائے، تاکہ طلبا اگر کہیں عصری ادروں میں جائے اور اُسے کمپیوٹرائز اِمتحان دینا پڑجائے، تو کسی اجنبیت اور گھبراہٹ کا احساس نہ ہو اور وہ بے لاخوف وخطر اپنا کام پورا کرسکیں۔

کاروباری اور فنی تعلیم: مدارس میں معاشی ہنرمندی کی تعلیم وتربیت پر بھی فوکس ہونا چاہیے، جیسے کمپیوٹر پروگرامنگ، الیکٹریکل، سلائی-کٹائی، اگریکلچر، باغبانی یا شجر کاری وغیرہ، یہ بہترین متبادل ہیں، مدارس میں اِن سب کو فروغ دینے کی ضرورت ہے، تاکہ وہ طلبا جو دِینی علوم سے زیادہ شغف نہیں رکھتے ہیں اُنھیں بیسک دینی تعلیم دینے کے ساتھ اِس طرح کی ہنرمندی سے مزین کیا جاسکتا ہے۔ اِس سے دو فائدے ہوں گے:

1۔ ہمارے طلبا دین فروشی نہیں کریں گے۔

2۔ دنیوی مشاغل میں رہتے ہوئے اپنے کردار وعمل سے دین کی خدمات بھی انجام دے سکیں گے۔

حاصل کلام یہ کہ مدارس کی اصل روح دین کی خدمت ہے اور یہ مقصد اپنی جگہ قائم رہے، لیکن اُس کے ساتھ ساتھ وقت کی ضرورت ہے کہ ان اداروں کو جدید خطوط پر اُستوار کیا جائے۔ اصلاحات کا مقصد دینی شناخت کو ختم کرنا نہیں، بلکہ اس کی افادیت کو عصرِ حاضر کے مطابق بڑھانا ہے۔ ایک متوازن نصاب، تربیت یافتہ اساتذہ، جدید وسائل، اور ذہنی کشادگی مدارس کو نہ صرف موثر تعلیمی ادارے بنا سکتے ہیں بلکہ اُنھیں ملت کا رہنما اور ترقی کا ستون بھی بنا سکتے ہیں۔